

امام علی(ع) اور آج کے مسلمانوں کے مسائل اور ان کا حل

<?xml encoding="UTF-8?">

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ان مسلمانوں کا درخشاں دور ختم ہو گیا۔ کل یورپ کے گھٹتے ہوئے ماحول میں علم و حکمت کے چراغ روشن کرنے والے آج اپنے گھروں سے تاریکی کو دور کرنے کے لئے دیئے کے محتاج ہیں۔ کل جنہوں نے اپنے کرشماتی ذہنوں کو بروئے کار لا کر مغربی ممالک کو نور کی لہروں سے نہلا دیا تھا۔ آج وہی اپنے سماج کی تاریکیوں کو ختم کرنے کے لئے انہیں ممالک کے محتاج ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب اہل یورپ جہل و ظلمت بھرے معاشروں میں حیران و سرگرداں تھے اور مسلمانوں کو لالچ بھری نظروں سے دیکھتے تھے، وہ مسلمانوں کی کتب کا ترجمہ کرتے جو ان کی درسگاہوں کی زینت بنتی لیکن آج مسلم معاشرے کی ثقافتی و تعلیمی پسماندگی، اخلاقی بدحالی اور معاشی استحصال کو فراموش نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اغیار کی طرف سے سیاسی اور فوجی یلغار کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ بقول علامہ اقبال

دیروز مسلم از شرف علم سر بلند
امروز پشت مسلم و اسلامیاں خم است

اب سوال یہ ہے کہ یہ سب کیسے اور کیوں ہوا؟ اس کا علاج کیوں کر ممکن ہے؟ اس لئے کہ جو ہوا سو ہوا، اس کی وجہ ہماری غفلت رہی ہو یا اسلام سے دوری رہی ہو یا آپسی اختلافات لیکن اب اس کا علاج کیا ہے؟ آج کل کے دور میں جو حالات ہیں وہ بہت ہی سنگین صورت حال اختیار کر چکے ہیں۔ آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای آج کل کے حالات کا تقابل حضرت علی (ع) کی حکومت سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آج کے دور کے حالات وہی ہیں جو حضرت علی (ع) کے دور میں موجود تھے ہم موجودہ دور میں آپ کی نظر سے دنیا کی حقیقت اور سماج کی واقعیت کو دیکھتے ہوئے بے شمار مسائل کا حل کر سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں اس زمانے میں ہم ہر وقت سے زیادہ نہج البلاغہ کے محتاج ہیں۔ (1)

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای کی اس فرمائش کو مدنظر رکھتے ہوئے کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو درپیش بنیادی مسائل کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے اور پھر نہج البلاغہ اور سیرت امیر المؤمنین (ع) کی روشنی میں ان مسائل کا قابل قبول حل پیش کیا جاسکے جو آج کے مسلمانوں کو درپیش ہیں۔

مسلمانوں کے موجودہ مسائل

(1) تعلیمی پس ماندگی اور جہالت

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قوموں کے عروج و زوال میں جو چیز کلیدی حیثیت کی حامل ہے وہ ان کی

تعلیم ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ جس قوم نے تعلیمی میدان میں قدم آگے بڑھائے ہیں اس نے اپنی تعلیم کی روشنی میں ترقی کی منزلوں کو بھی یکے بعد دیگرے طے کیا ہے اور جو قوم جہالت کا شکار رہی ہے وہ ہمیشہ ماندہ رہی ہے، تعلیم کی کس قدر اہمیت ہے؟ اور تعلیم قوموں کے لئے کون سا سرمایہ حیات ہے؟ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ خود قرآن مجید کی بے شمار آیات اس کے والا مقام کا پتہ دے رہی ہیں، تعلیم کی اہمیت اور اس کی افادیت کو جس قدر مکتب اسلام نے بیان کیا ہے شاید ہی کوئی ایسا دین ہو جس نے تعلیم کے سلسلے میں اس قدر تاکید کی ہو (2) لیکن افسوس جس قدر تعلیم کی تاکید اسلام کے اندر ہے اسی قدر مسلمان تعلیم سے بیگانہ ہیں۔

(2) فقر و ناداری

تعلیمی پسماندگی اور جہالت کے علاوہ دوسرا مسلمانوں کا سب سے اہم مسئلہ فقر و ناداری ہے۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جو دھیرے دھیرے پورے مسلم معاشرہ کے بدن میں سرایت کر رہا ہے اور اگر جلد اس کا علاج نہیں کیا گیا تو اس کے نتائج بہت ہی زیادہ سنگین ہونگے اس لئے کہ علم اقتصاد کے ماہرین کا خیال ہے کہ جس معاشرہ کی اکثریت ہو وہ معاشرہ کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ (3)

(3) اختلاف و افتراق

کسی بھی قوم کی نابودی کے لئے اب اس سے زیادہ عذاب اور کیا ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ جہالت اور غربت و افلاس سے جوجہ رہی ہو اور دوسری طرف آپس میں اختلاف و افتراق کا شکار ہو، وہ چیز جس نے آج مسلمانوں کو بالکل بے بس بنا دیا ہے وہ آپس کا اختلاف ہے، سچ ہے قرآن نے کتنی اچھی تعبیر استعمال کی ہے: ”اگر تمہارے اندر اختلاف رہا تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ضعف و سستی تمہارے اندر پیدا ہوجائے گی اور تم کسی قابل نہ رہو گے۔“ (4) مگر آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے قرآنی دستورات کو سرے سے نظر انداز کرتے ہوئے اس قدر اپنے اندر اختلاف پیدا کر لیا ہے کہ ہمارے اختلاف کی آگ میں استعمار اپنی روٹیاں سیک رہا ہے اور ہمیں دکھا دکھا کر کہا رہا ہے اور ہم فقر و ناداری میں میں تڑپ رہے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سب اختلاف کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ بقول سید جمال الدین اسدآبادی: ”اسلامی ممالک کو جو مرض لاحق ہے اس کی تشخیص کے لئے میں نے بہت فکر کی اور بہت سوچا آخر انجام میں نے پایا کہ مہلک ترین مرض تفرقہ ہے لیکن گویا مسلمانوں نے تنہا اس سلسلہ میں اتحاد کیا ہے کہ متحد نہ ہوں۔“ (5)

امام خمینی اسی تفرقہ کے سلسلے میں فرماتے ہیں: ”تفرقہ آج کے دور میں اسلام سے خیانت ہے چاہے وہ کسی بھی عنوان کے تحت ہو۔“ (6)

(4) قرآنی تعلیمات سے دوری

قرآنی تعلیمات کی فراموشی نے ہی آج مسلمانوں کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ انہیخود بھی نہیں معلوم واپس جانے کا راستہ کیا ہے چنانچہ امام خمینیؒ مسلمانوں کی مشکلات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کی سب سے بڑی مشکل اسلام اور قرآنی تعلیمات سے دوری ہے۔“ (7)

(5) بدعتوں کا رواج

مسلم معاشرہ آج جن انگنت مسائل سے دوچار ہے ان میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ بدعتوں کو ہم نے اپنے پورے سماج میں یوں رچا بسا لیا ہے گویا ہمارے لئے کوئی ایسی کتاب نازل ہی نہیں ہوئی جو ہمارے لئے آئین زندگی کی حیثیت رکھتی ہو، جو ہمارے لئے مشعل راہ ہو بلکہ جو کچھ ہے وہ تمام کی تمام وہ چیزیں ہیں جنہیں ہمارا تقلیدی ذہن ہمیں انجام دینے پر اکساتا ہے اور ہم دین سے بے خبر بنا ساچے سمجھے انہیں شریعت کا جز بنا کر انجام دیتے رہے ہیں چنانچہ شہید مطہری اسی مشکل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”انواع تحریف میں سب سے خطرناک تحریف، دینی اسناد، آسمانی کتب، احادیث اور سیرہٴ پیمبر (ص) میں تحریف ہے۔“ (8)

لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ جس جگہ بھی کسی بھی عنوان کے تحت کوئی ایسا نعرہ بلند ہوتا ہے جو ہمیں اچھا لگتا ہو تو فوراً اسے اپنا شعار بنا لیتے ہیں حتیٰ دین میں داخل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور بے جا تحلیل اور تفسیر کر کے یہ ثابت کرنے پر تلے رہتے ہیں کہ یہ چیز تو پہلے سے ہی اسلام میں موجود تھی کوئی نئی چیز نہیں جبکہ اسلام اس طرح کی چیزوں کی شدت کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ (9)

ان تمام مسائل کو دیکھنے کے بعد ہر احساس رکھنے والا انسان جو ایسے سماج اور معاشرہ سے تعلق رکھتا ہے کہ جس کے اندر لاتعداد ایسے مسائل ہیں جو سماج کو آگے بڑھنے سے روک رہے ہیں لیکن ان کا کوئی حل کہیں نظر نہیں آرہا، حیران و سرگرداں اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہے کہ کل کیا ہوگا؟ اور ہمارا یہ معاشرہ اور سماج یوں افسردہ و ساکت ہے جیسے فرشتہٴ موت کے گھرے گھرے سانسوں نے اسے کھر آلود بنا دیا ہو، کسی جنگ کے دیوتا نے بڑھ کر اپنی خونخوار انگلیوں سے اس کی نبض تھام لی ہو، دور دور تک سننا چھایا ہوا ہے! ظلمت و تاریکی کے امنڈتے ہوئے بادل ماحول کو خوفناک بنانے پر تلے ہیں ساتھ ہی ظلم و استبداد کی آندھیاں گو کہ ہر شیء کو متلاشی کر دینے کے در پئے ہیں ایسے میں کہیں کوئی ٹمٹماتا دیا بھی تو نہیں جس کی روشنی میں اپنی منزل کا پتہ لگایا جاسکے لیکن اسی تاریکی و ظلمت کے مہیب سنائے میں ایک آواز ہے جو بار بار ہمیں اپنی طرف متوجہ کر رہی ہے گوکہ کوئی چراغ تاریخ اور زمانے کے دبیز پردوں کے پیچھے سے ہماری حالت دیکھ رہا ہو اور اپنے نور سے ہمیں ہدایت کا راستہ دکھانا چاہتا ہو۔۔۔۔۔“ میں تمہارے درمیان اس چراغ کی مانند ہوں کہ تاریکی میں بھی اگر کوئی اس سے قریب ہوتا ہے تو اس کے نور سے استفادہ کرتا ہے اے لوگو! میری باتوں کو سنو اور یاد رکھو اور دل کے کانوں کو کھول کر سامنے لاؤ تاکہ سمجھ سکو۔ (10) ”یہ آواز کسی اور کی نہیں بلکہ اس چراغ ہدایت کی ہے کہ ظلمتوں نے مل کر جس کا گلا گھوٹنا چاہا لیکن ناکام رہیں لیکن افسوس کا مقام اس وقت ہوگا جب اس چراغ ہدایت سے ہم کچھ حاصل نہ کرسکیں تو آئیے چلتے ہیں در باب العلم پر اور اپنے مسائل کا حل ڈھونڈتے ہیں۔

1. تحصیل علم

یہی وہ راہ ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی تعلیمی پس ماندگی کو دور کرسکتے ہیں اور معاشرے میں سر اٹھا کر جی سکتے ہیں حضرت علی(ع) فرماتے ہیں:

العلم اصل کل خیر (11) علم ہر اچھائی کی بنیاد ہے

اكتسبوا العلم یکسبکم الحیات (12) تم علم حاصل کرو علم تمہیں زندگی عطا کرے گا

ایہا الناس اعلموا انّ کمال الدین طلب العلم و العمل به (13) اے لوگو! جان لو کہ دین کا کمال یہ ہے کہ علم حاصل کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے

الحکمة ضالة المؤمن فمن فخذ الحکمة و لو من اهل النفاق (14) حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے پس حکمت کو لے لو چاہے اہل نفاق سے ہی کیوں نہ ہو۔

اور خود حضرت علی (ع) کی سیرت یہ رہی ہے کہ آپ نے بے شمار شاگردوں کی تربیت کی۔ بقول ابن ابی الحدید: ”علوم کے سارے سرچشمہ آپ ہی کی ذات پر منتہی ہوتے ہیں۔“ (15) آپ تعلیم و تعلم کے اس قدر شیدا تھے کہ تاریخی کتب میں ملتا ہے کہ میدان جنگ میں بھی اگر کوئی سپاہی آپ سے کوئی سوال کرتا تو آپ اسے فوراً جواب دیتے اور اس کے فکری شبہات کا ازالہ کرتے (16) حتیٰ اگر ایک ہی سوال آپ سے کئی بار بھی ہوتا تو بھی آپ جواب دینے میں کوئی تامل نہیں کرتے اور جس حالت میں ہوتے اسی حالت میں جواب دیتے چنانچہ جنگ جمل میں ایک سپاہی نے آپ سے خدا کی وحدانیت کے بارے میں سوال کیا تو لشکریوں نے اسے ٹوکا اور کہا یہ کون سی سوال کرنے کی جگہ ہے؟ تو امام نے جواب دیا: ”دعوه فانّ الذی یریدہ الا عرابی هو الذی نریدہ من القوم“ (17)

”سلونی سلونی قبل ان تفقدونی“ یہ وہ جملہ ہے جسے تاریخ کبھی بھلا نہیں پائے گی، آپ کی نظر میں تعلیم کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ ان روایات سے لگایا جاسکتا ہے۔

(الف) اے لوگو! ایک حق میرا تمہارے اوپر ہے اور ایک حق تمہارا میرے اوپر ہے۔ تمہارا حق جو میرے اوپر ہے وہ یہ کہ میں تمہیں نصیحت کروں اور تمہاری معیشت کو نظم بخشوں اور تمہیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہ جاؤ (19) ان روایات سے بخوبی اس بات کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ علی کی زندگی میں تعلیم اولین درجہ کی اہمیت رکھتی ہے نیز یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ حاکم کا جس طرح اپنی رعیت پر حق ہوتا ہے اسی طرح رعیت کا حاکم پر بھی حق ہوتا ہے، جس میں ایک تعلیم ہے، علم کی اس قدر تاکید کی وجہ شاید یہ رہی ہو کہ ایک عالم انسان کا علم اسے افراط و تفریط کا شکار ہونے سے روکتا ہے کیونکہ افراط و تفریط دو ایسی آفات ہیں جو دین کو اس کی اصلی راہ سے ہٹا کر دین کی نابودی کا باعث بنتی ہیں اور افراط و تفریط وہیں ہوتی ہے جہاں جہل ہوتا ہے لاتری الجاہل الا مفراطاً و مفراطاً (20)

تعلیم کے لئے سب سے مفید وقت

نہ صرف یہ کہ مولائے کائنات (ع) نے تعلیم کی افادیت کے پیش نظر اپنے حکیمانہ اقوال سے بنی نوع بشر کو

تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہے بلکہ بتایا ہے کہ تعلیم و تربیت کے لئے سب سے اچھا وقت کون سا ہوسکتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ”جوان کا دل ایک خالی زمین کی مانند ہے جو دانہ بھی اس میں ڈالیں وہ اسے قبول کر لیگا۔“ (21)

امام حسن مجتبیٰ (ع) سے خطاب کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ”میں نے تمہاری تعلیم و تربیت میں جلدی کی اس سے قبل کہ تمہارا قلب سخت ہو جائے تمہاری عقل فکر کو دوسرے امور میں مشغول کر دے۔“ (22)

حضرت علی (ع) کے دھان مبارک سے نکلے ہوئے یہ کلمات ان تمام افراد کے لئے مشعل راہ ہیں جو اپنے بچوں کے لئے ایک خوشگوار مستقبل کا خواب دیکھ رہے ہیں اس سے قبل کہ ان کے بچوں کے دل سخت ہو جائیں دینی معارف اور تمام وہ باتیں جو ان کے مستقبل کے لئے مفید ثابت ہوسکتی ہیں انہیں تعلیم دے دینی چاہئیں۔

2. سالم اور بہتر معیشت کے لئے جد و جہد

آج ہمارے سماج اور معاشرے میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں کہ جو معیشت کو بہتر بنانے کے لئے بھاگ دوڑ کو دنیاداری سے تشبیہ دیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ اس چند روزہ زندگی کے لئے بھاگ دوڑ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے تو جو کچھ بھی روکھی سوکھی ملے اسی پر گزر بسر کر لینا بہتر ہے اور اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہی زہد ہے جبکہ ان کے لئے بہترین ذریعہٴ معاش کا فراہم ہے اگر وہ چاہیں تو ایک خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں لیکن وہ اسے دنیاداری سے تعبیر کرتے ہوئے فرار اختیار کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے امام (ع) ارشاد فرماتے ہیں **لیس منا من ترک الدنیا لآخرۃ۔** (23) اور حقیقی زہد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **الزہد بین کلمتین من القرآن قال اللہ سبحنہ لکی لاتاؤسوا علی مافاتکم و لا تفرحوا بما آتاکم و من لم یأئس علی الماضی و لم یفرح بالآتی فقد اخذ الزہد بطرفیہ** (24) بلکہ ان افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جنہوں نے دنیا کی نعمتوں سے بھی استفادہ کیا اور اپنی آخرت بھی سنوار لی آپ فرماتے ہیں: **ان المتقین ذہبوا بعاجل الدنیا آجل الاجل الآخرہ۔۔ سکنوا الدنیا فافضل ماسکنت و اکلوها ما اکلت فحظوا من الدنیا بما حظی بہ المعترفون** (25)

جہاں کچھ ایسے متدین افراد ہیں کہ جو زہد کے معنی کی غلط تفسیر کرتے ہوئے دنیا کی نعمتوں کو خود پر حرام کر لیتے ہیں اور نتیجہٴ فقر و ناداری میں زندگی بسر کرتے ہیں وہیں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو اپنے لئے بڑے بڑے افعال و امور کا تصور ذہن میں لئے بیٹھے رہ جاتے ہیں اور معیشت کی طرف توجہ نہیں دے پاتے کیونکہ وہ چھوٹے موٹے کاموں کو اپنے لئے بے عزتی کا سبب سمجھتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے کام کی تلاش میں یوں ہی بیٹھے بیٹھے عمر گزر جاتی ہے اور کوئی بھی کام ہاتھ نہیں آتا ہے جب کہ یہی افراد اگر حضرت علی (ع) کی سیرت کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ آپ معیشت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے تھے۔

جب ہم حضرت علی (ع) کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ملتا ہے:

علی (ع) بیلچہ چلاتے اور زمین کی نعمتوں کو آشکار کرتے تھے (26)

درخت کاری و زراعت کرتے تھے اور کنوئیں کھودتے تھے (27)

کسی نے آپ کے ہاتھوں ایک من خرے کی گھٹلیاں دیکھیں تو سوال کیا کہ اے امیر المومنین! (ع) ان کا کیا

مصرف ہے؟ آپ نے جواب دیا خداوند متعال کے اذن سے ان گھٹلیوں سے خرے کے درخت تیار کرونگا اور پھر آپ نے ان سے ایک نخلستان بنایا اور اسے راہ خدا میں وقف کردیا۔“ (28)

ایک بوڑھا شخص فقیری کر رہا تھا آپ نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا نصرانی ہے آپ نے حکم دیا اسے بیت المال سے کچھ خرچ کے لئے دے دو (29)

آپ کی حکومت کے دوران عمومی رفاہ کا یہ حال تھا کہ کوفے میں رہنے والا غریب سے غریب شخص بھی گیہوں کی روٹی کھاتا اور اس کے سر پر چھت کا سایہ رہتا تھا (30)

فقر و ناداری کے بارے میں آپ کے اقوال یقیناً ہمارے معاشرے کے لئے رہ گشا ثابت ہوسکتے ہیں۔ کہیں آپ نے

فقیری کو موت سے تعبیر کیا ہے تو کہیں فقیری کو اپنے وطن میں غربت قرار دیا ہے۔ آپ کی نظروں میں

معیشت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ جہاں آپ نے اپنی وصیت میں اور دوسری باتوں کی طرف اپنے

فرزندوں کو متوجہ کیا ہے وہیں اس طرف بھی ان کو متوجہ کیا ہے کہ ان کی معیشت کبھی خراب نہ ہو۔ (31)

فقیری سے کیسے بچا جائے؟

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی میانہ روی اختیار کرتا ہے میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ وہ کبھی فقیر نہیں ہوسکتا

آپ فقیری سے بچنے کا علاج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **اتجروا بارک اللہ لکم** (32)

تجارت کرو کہ تجارت تمہیں لوگوں سے بے نیاز کردیگی حتیٰ ذریعہٗ معاش کی اقسام کو بیان کرتے ہوئے آپ

ذریعہٗ معاش کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں (33)

علی (ع) کی نگاہ میں فقر کے عوامل

کوئی بھی فقیر اپنے معاش سے محروم نہیں ہوتا مگر یہ کہ ایک غنی اس کے مال میں تصرف کرلیتا ہے (34)

جو شخص اپنے کام کی زحمت کو نہیں برداشت کرسکتا وہ فقیری کو تحمل کرنے کے لئے آمادہ ہوجائے (35)

اوقات کو تنظیم نہ کرنا اور کسی وقت جو دل میں آئے وہ کام کرنا (36)

سوء تدبیر فقر پیدا کرتی ہے (37)

علی (ع) کی نگاہ میں غربت کے اثرات

حقارت ! لوگ فقیر کو فقیر کی بنا پر حقیر سمجھتے ہیں (38)

فقیر کو بہت چھوٹا سمجھا جاتا ہے اور اس کی بات ان سنی کردی جاتی ہے۔ (39)

فقیری ایک انسان کو استدلال کے وقت گنگ بنا دیتی ہے (40)

جہاں حضرت علی (ع) کی پوری زندگی فقر و ناداری کے خلاف جہاد میں گزری وہیں آج مسلم معاشرے کی اکثریت فقر و ناداری کا شکار ہے جس کی ایک وجہ خود ہماری سستی اور کام سے فرار ہوسکتی ہے جب کہ حضرت علی (ع) معیشت کو سدھارنے کے لئے طاقت فرسا کام انجام دینے سے گریز نہیں کرتے تھے اور آپ لوگوں کی معیشت کو سنوارنا خود پر لوگوں کا حق سمجھتے تھے (41)

اب یہ ہمارے معاشرے کے پڑھے لکھے طبقے کا کام ہے کہ آئے اور بیٹھ کر اپنے معاشرے میں فقری کی وجوہات تلاش کرے اور انہیں حل کرنے کی کوشش کرے اس لئے کہ جب تک یہ مشکل حل نہیں ہوجاتی معاشرہ مزید فقر و ناداری کے دلدل میں پھنسا جائے گا۔ ماہرین اقتصادیات کے بقول فقر، فقر پیدا کرتا ہے (42) لہذا اس کا ایک حل ہونا چاہئے جب کہ فقری ضعف ایمان کا باعث بھی ہے (43) اس لئے کہ اگر اس کا حل خود قوم کے افراد نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا؟ خدا نہ کرے علی (ع) کی آواز صدا بہ صحرا ہو کر رہ جائے جس میں انہوں نے فقراء کی دسترسی اور ان کی دیکھ بھال کے لئے فرمایا: **اللہ اللہ فی الطبقة السفلی من الذین لا حيلة لهم (44)**

3. اتحاد و ہم دلی

امام خمینی فرماتے ہیں: ”اگر مسلمان خداوند متعال کے اس فرمان کے مطابق کہ جس میں کہا گیا ہے و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لاتفرقوا پر عمل کرے تو ان کی تمام مشکلات حل ہو جاتیں اور کوئی بھی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی (45) اپنی تمام صفوف کے اندر یک جہتی پیدا کرکے اور آپسی رواداری کو فروغ دے کر بھی ہم آپس کے اختلافات کو ختم کر سکتے ہیں اس لئے کہ افتراق و اختلافات کسی بھی طرح ہمارے فائدے میں نہیں ہیں اور اگر ہم حضرت علی (ع) کی سیرت کا اس زاویہ سے جائزہ لیں کہ آپ نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے تو ہمیں آپ کی زندگی سراپا جہاد نظر آئے گی۔ آخر ہم کب تک تشنہ اتحاد عروس زندگی کو آپسی اختلافات کے نتیجے میں بہنے والے لہو کی سرخی و غازہ لگاتے رہیں گے؟ کیا ہماری زندگی یوں ہی اختلافات میں گزر جائے گی؟ اگر ہم علی (ع) کے ماننے والے ہیں تو ہمارا تعلق چاہے جس مسلک سے ہو اگر ہم آپ کی زندگی سے کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں دشمن کی نیرنگی چالوں سے بچنے کے لئے اپنے اندر اتحاد پیدا ہی کرنا ہوگا ورنہ ہم اسی طرح دنیا کو متحرک رکھنے کے لئے اپنا قیمتی سرمایہ لٹاتے رہیں گے اور دشمن ہمیں گروہوں اور فرقوں میں بانٹتا رہے گا اور ہمارے درمیان اپنے تخت و تاج کی خاطر بغض و عناد کی اونچی دیواریں چنتا رہے گا اور ہمیں اس قدر بے بس کردے گا کہ ہم اسی میں محصور ہوکر رہ جائیں اس لئے کہ اتحاد وہ طاقت ہے جس کے ذریعہ ہم دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی ہر دھمکی کا جواب دے سکتے ہیں چنانچہ حضرت علی (ع) فرماتے ہیں: ”دیکھو وہ آپ میں متحد تھے تو ان کی حالت کتنی بہتر تھی مضبوط ارادے تھے آیا اس وقت وہ دنیا پر حاکم نہیں تھے؟“ (46)

گذشتہ امتوں کی عزت و شوکت کا راز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تم پر لازم ہے کہ تفرقہ و اختلاف سے دوری اور ایک دوسرے کو اتحاد کی ترغیب اور ان تمام امور سے اجتناب جن سے قدرت ضعیف ہو جائے و۔۔۔ (47) حتیٰ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: جو تفرقہ اندازی کرے وہ قتل کا سزاوار ہے چاہے یہ تفرقہ اندازی مجھ سے ہی کیوں نہ سرزد ہو 48 خود اپنی عملی زندگی میں اتحاد کی خاطر جو فداکاریاں انجام دیں وہ کسی بھی صاحب بصیرت کے لئے پوشیدہ نہیں۔ آپ کا 52 سال تلخ سکوت خود پکار پکار کر آواز دے رہا ہے کہ میری خاموشی کا راز اتحاد

ہے۔ چنانچہ جب ابوسفیان نے آپ سے کہا کہ علی (ع) اپنے حق کے لئے کھڑے ہو کر کھو تو میں مدینہ کی گلیوں کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے) 49 (حضرت علی (ع) کی سیرت اور آپ کے اقوال کی روشنی میں یہ تو واضح ہو گیا کہ اتحاد کس قدر اہمیت کا حامل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے اتحاد کے لئے کس قدر قربانیاں دیں ہیں اب یہ ہمارے اوپر موقوف ہے کہ ہم علی (ع) کی قربانیوں کو کس قدر محترم رکھتے ہیں؟ اگر ہمیں علی (ع) کی قربانیوں کا کچھ پاس و لحاظ ہے تو آج ہمیں ایک پرچم تلے جمع ہو کر علی (ع) سے وفاداری کا اعلان کرنا چاہئے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے پاس ایک مرکزیت ہو، امام (ع) فرماتے ہیں: ”امت میں حاکم کا مقام دھاگے کی طرح ہے جو سارے دانوں کو پروئے ہوئے اور متحد کئے ہوئے ہے لیکن جب یہ رشتہ اتحاد ٹوٹ جاتا ہے تو سارے دانے بکھر جاتے ہیں اور پھر کسی صورت جمع نہیں ہوسکتے۔“ (50) حضرت علی (ع) کے اس حکیمانہ قول سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معاشرہ و سماج ایک سرپرست و رہبر کا محتاج ہے جو لوگوں کو نظریاتی و طبقاتی اختلاف اور تفرقہ و جدائی کے عوامل سے نجات دلا کر ایک مرکز پر جمع کرسکے اور افتراق و اختلاف کے شگافوں کو پر کرکے طبقاتی دیواروں کو تدبیر کے تیشوں سے ڈھا کر توحید کے پرتو میں اتحاد کا پرچم لہرا سکے۔ راہ حل مل گیا لیکن اب ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ایسا شخص کون ہوسکتا ہے؟

4. قرآنی تعلیمات پر عمل

آج جس قرآن کو ہم نے غلافوں میں بند کرکے الماریوں اور طاقوں کی زینت بنا دیا ہے اس کے بارے میں ہمارے دشمن کا خیال یہ ہے: ”ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم اسلام کے مہلک ترین اسلحے، قرآن کی خدمات حاصل کرسکیں تاکہ اسلام کو مٹایا جاسکے۔“ (51) گلاڈسٹرون برطانیہ کا یہودی النسل سابق وزیر اعظم پالمنٹ میں یہ جملے کہتا نظر آتا ہے: اسلامی دنیا پر تسلط کے لئے ضروری ہے کہ ہم دو چیزوں کو نابود کریں 1۔ قرآن 2۔ کعبہ۔“ (52) وہ کتاب جس کے لئے خداوند متعال فرما رہا ہے (53) آج دشمن اسی کتاب کو اسلام کو مٹانے کے لئے استعمال کر رہا ہے اور ہم اسلام بچانے کے لئے اس کتاب کا صحیح استعمال نہیں کرپا رہے ہیں جب کہ اگر ہم اس کا صحیح استعمال کریں تو ہمارے معاشرے سے برائیاں خود بخود ختم ہوجائیں گی اس لئے کہ قرآن ہر درد کی دوا ہے۔ امام (ع) فرماتے ہیں: قرآن سے اپنی بیماریوں کے لئے شفا طلب کرو اور اس کی مدد سے اپنی مشکلات حل کرو اس لئے کہ قرآن بڑے بڑے دردوں کی دوا ہے قرآن درد کفر و ضلالت اور درد گمراہی کی دوا ہے (54) دوسری جگہ فرماتے ہیں: (55)

5. بدعتوں سے مقابلہ

آپ نے اس وقت بدعتوں سے مقابلہ کے لئے کمر ہمت باندگی جب عالم یہ تھا کہ دین اشرار کے ہاتھوں میں کٹھپتلی بنا ہوا تھا (56) آپ بدعت کے بارے میں فرماتے ہیں: کوئی بھی بدعت پیدا نہیں ہوتی مگر یہ کہ ایک سنت ترک کرنے کا باعث ہوتی ہے (57) حسن بصری کو حضرت علی (ع) نے بدعتوں کے رواج ہی کی بنیاد پر مسجد سے خارج کیا تھا اور اسی بنیاد پر آپ نے اسے اپنی امت کا سامری اور شیطان کا بھائی کہا تھا۔ (58)

بدعتوں کو کیسے ختم کیا جائے؟

امر بالمعروف و نہی از منکر اسلام کا ایسا حکم ہے جس پر اگر صحیح صورت میں عمل ہو تو ہمارے سماج سے بدعتوں کا رواج ختم ہوسکتا ہے اس لئے کہ یہ وہ فریضہ ہے جس کے بارے میں مولا فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی از منکر کو ترک نہ کرو! اس لئے کہ یہ فریضہ اگر ترک ہو گیا تو اشرار تمہارے اوپر مسلط ہوجائیں گے اور پھر تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی 49 ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ خداوند متعال نے گذشتہ قوم پر اس لئے ملامت کی کہ انہوں نے امر بالمعروف و نہی از منکر کو ترک کردیا تھا۔

یہ چند وہ بنیادہ مسائل تھے جن کا حل سیرت امیر المومنین (ع) اور ان کے اقوال کی روشنی میں پیش کیا گیا لیکن اگر دیکھا جائے تو مسلمانوں کے مسائل اس سے کہیں زیادہ ہیں جنہیں بیان کیا جاسکے لیکن اگر مسلمانوں کے تمام مسائل کی اصل وجہ ڈھونڈی جائے تو شاید جستجو اور تحقیق کے بعد یہی وجہ کھل کر سامنے آئے کہ مسلمانوں کے تمام مسائل کی اصل وجہ مکتب اہل بیت علیہم السلام سے دوری ہے اسی لئے کسی اور کے پاس جانے کے بجائے ہم اپنے تمام مسائل کا حل اس ذات کی زندگی کے اندر تلاش کریں جس کی نمونہ عمل زندگی کی ہر سانس زندگی بخش ہے اور جس کا کلار رھتی دنیا تک بنی نوع بشر کے زخموں کے لئے مرہم بنتا رہے گا۔

اب تک جن مسائل کا تذکرہ کیا گیا وہ ایسے بنیادی مسائل تھے جن کا تدارک سیرت امیر المومنین (ع) کی روشنی میں خود باآسانی کیا جاسکتا ہے لیکن چند ایسے مسائل بھی ہیں جن کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی صفوں کو آمادہ کریں ان ظالم حکام سے جہاد کے لئے جو اسلامی معاشروں کی زیوں حالی کے اصل ذمہ دار ہیں اگر ان کے سیاہ کرتوت نہ ہوتے تو شاید ہمارے مسائل اتنے زیادہ نہ ہوتے کچھ ایسے افراد کے بارے میں مولائے کائنات فرماتے ہیں: ”.... لیکن مجھے افسوس ہے اس بات کا کہ اپنی املاک اور اس کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں گے خدا کے صالح بندوں سے برسر پیکار رہیں گے اور بدکرداروں کے ساتھ اپنا گروہ تشکیل دیں گے“ (59)

مولا کے ان حکیمانہ کلمات سے واضح ہوتا ہے کہ خیانت کار حاکموں کی دو خصلتیں ہونگی، جہالت و سفاهت، فسق و فجور اور یہ افراد قوم کو تاراج کرنے کے بعد بیت المال کو اپنا مال سمجھیں گے اور بساط عیش طرب بچھا کر اپنے آقاؤں کے حضور سجدہ ریز دنیا کی تباہ کاریوں کے ترانہ گائیں گے اور خدا کے ناتواں بندے ان کے غلام ہوں گے اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ ایسے افراد کیوں کر مسند حکومت پر پہنچے؟ ! اور ہم ان کے خلاف کیا کرسکتے ہیں اس لئے کہ اگر ہم نے ایسے ظالموں کو خلاف کوئی ردّ عمل نہیں کیا تو اس کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک بار پھر مولا کی یہ تعبیر عملی ہوجائے جس کے لئے آپ نے فرمایا: ”اس زمانے کے لوگ بھیڑیے ہوجائیں گے اور بادشاہ و حکام درندے، متوطہ طبقہ شکم پرور ہوگا اور غریب و پست طبقہ کے افراد مردہ ہونگے، صداقت ناپید ہوجائے گی اور جھوٹ کا بول بالا ہوگا۔۔۔ اور لوگوں کے قلوب ایک دوسرے سے کشیدہ ہونگے۔“ (60)

راہ حل

جب ماحول اس قدر سنگین صورت حال اختیار کر جائے گا تو اس کا حل کیا ہوگا؟ امام (ع) راہ حل کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”دیکھو! ایسے بے غیرتوں کی اطاعت سے گریز کرو کہ اپنے صاف پانی کے ساتھ تم نے جن کا گندا پانی پیا اور ان کی خرابیوں کو اپنی اچھائیوں میں ملا دیا اور ان کے باطل کو اپنے حق کے ہمراہ شامل کر لیا یہ فسق و فجور کی بنادیں اور ان کا منبع ہیں اور عصیان و نافرمانی کے دلدادہ ہیں۔ ابلیس نے انہیں اپنی سواری اور گمراہی کا جانور بنا لیا ہے اور ان سے فوج درست کر لی ہے جن کے ذریعہ وہ لوگوں پر حملے کرتا ہے، ان کی زبانوں سے حملے کرتا ہے تاکہ تمہاری عقل اور تمہارے افکار تم سے چھین لے اور تمہاری آنکھوں میں اتر جائے اور تمہارے کانوں میں وسوسے پھونک دے اور اس کے بعد اپنے زہر آنکیں تیروں سے تمہیں نشانہ بنائے تمہارے سروں پر اپنے قدم رکھے اور آخر کار تمہیں اپنا آلہ کار بنالے۔“ (61)

طغیان پیشہ حاکموں کی ناہنجاریوں کے اثرات بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کس طرح انسانیت کو نابود کرسکتے ہیں لہذا آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا فریضہ ہے کہ ذلت و خواری اختیار نہ کریں اور ایسے افراد کے آگے سرتسلیم خم نہ کریں بلکہ ایسے غاصبوں کے حلق میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنا حق نکال لیں۔ یہی اس مسئلہ کا حل ہے۔

نتیجہ

حضرت علی (ع) کی سیرت آئینہ کی طرح شفاف ہے جس میں ہم اپنے اندر جو موجودہ نقائص کو آسانی کے ساتھ تلاش کرسکتے ہیں لیکن صرف تلاش کرنا ہی کافی نہیں ہوگا جب تک ہم انہیں دور کرنے کی کوشش نہ کریں اس لئے کہ آئینہ صرف نقائص کی طرف متوجہ کرتا ہے اب اگر ہم متوجہ ہوکر بھی کوئی اقدام نہ کریں اور اپنے مسائل کے حل کرنے کے لئے تگ و دو نہ کریں تو پھر اپنی تمام بدبختیوں کے ذمہ دار ہم خود ہونگے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی انہیں افراد کی طرح ہوجائیں جن کے بارے میں مولا نے فرمایا: ”جب میں نے تمہیں تمہارے بھائیوں کو دعوت کے لئے بلایا تو تم زخم خوردہ شتر کی طرح نالہ و شیون کرنے لگے اور مجروح اونٹ کی طرح حرکت سے باز آئے اور زمین سے چپک کر بیٹھ گئے اور پھر چند متزلزل و ناتواں افراد کہ گویا جنہیں موت کے منہ میں ڈھکیل دیا گیا ہو اس طرح انہوں نے حرکت کی (اور یہ بھی کیا حرکت تھی) کہ انہوں نے محض دیکھنے پر اکتفا کیا۔۔۔!“ (62) اس سے پہلے کہ سب کچھ دیکھنے اور کف افسوس ملنے میں ختم ہوجائے، اٹھیں اور کمر ہمت باندھ کر اپنے مولا کی سیرت کو اپنا آئینہ بناکر تمام مسائل کو خود ہی حل کریں۔

اس لئے کہ اِنَّ اللہ لا یغیر ما بقومِ حتّٰی یغیروا ما بانفسہم (63)

حوالے و حواشی

1. کنگرہ بین المللی نہج البلاغہ مباحث و مقالات آیۃ اللہ خامنہ ای صفحہ 52
2. هل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون۔۔ زمر 9
3. نگاہی بہ فقر و فقر زدائی از دیدگاه اسلام نقل از انتہونی کربلا سٹر ظہور و سقوط لیبرالیزم صفحہ 374

4. و اطيعوا الله و لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم... انفال 46
5. يادنامه سيد جمال الدين، ج 1 مقاله دكتر عثمان امين، ص 239
6. صحيفه نور ج 8 ص 43
7. شناخت كشورهاي اسلامي، غلام رضا، ص 36
8. آسيب شناسي فرهنگي جوامع اسلامي ص 29
9. اذا ظهرت البدعة في امتي فليظهر العالم علمه و الا فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين، آسيب شناسي فرهنگي جوامع اسلامي نقل از سفينة البحار ج 1 ص 63
10. انما مثلى بينكم مثل السراج في الظلمة يستضيئ به من ولجها فاسمعوا ايها الناس و عوا و احضروا آذان قلوبكم تفهموا. شرح نهج البلاغه علامه محمد تقى جعفرى ج 9، نهج البلاغه ترجمه و حواشى علامه مفتى جعفر حسين ص 514
11. 12. 13. غرر الحكم، باب علم
14. كافى ج 1، ص 35
15. ابن ابى الحديد شرح نهج البلاغه
16. امام على (ع) و مباحث اعتقادي، محمد دشتى ص 32
17. وهى مدرک
18. سئل عن الخير ما هو فقال عليه السلام ليس الخير ان يكثر مالک و ولدک و لكنّ الخير ان يكثر علمک. نهج البلاغه، حکمت 94
19. ايها الناس انّ لى عليكم حقا و لكم علىّ حق فامّا حقکم علىّ فالنصيحة لكم و توفير فيئکم عليكم و تعليمکم كي لا تجهلوا و تأديبکم كيما تعلموا. نهج البلاغه، خطبة 34
20. نهج البلاغه، حکمت 70
21. و اّمّا قلب الحديث كالارض الخالية مالى فيها من شىء قبلته. اما م على(ع) و امور معنوى و عبادى، محمد دشتى ص 28
22. فبادرتك بالادب قبل ان يقسو قلبك و يشتغل لبك لتستقبل بجدّ رأيك من الأمر (وهى مدرک)
23. من لا يحضره الفقيه ج 3، ص 156
24. نهج البلاغه فيض الاسلام، حكم
25. نهج البلاغه فيض الاسلام، مكتوب 27
26. كان أمير المؤمنين يضرب بالمرّ و يستخرج الأرضين، فروع كافى ج 5، ص 74
27. فروع كافى، ج 5، ص 75
28. وسائل الشيعه، ج 13، ص 203
29. مناقب، ج 1، ص 321
30. استعملتموه حتّى اذا كبر و عجز منعتموه أنفقوا عليه من بيت المال، تجلى امامت نقل از المصدر، ص 206
31. ما اصبح بالكوفة أحد الا ناعما انّ اذنى هم منزلة لياكل البرّ و يجلس فى الظلّ و يشرب من ماء الفرات، مناقب آل ابى طالب، ج 2، ص 99

32. الفقر موت الأكبر- نهج البلاغه، كلمه 163
33. وسائل الشيعة، ج12، ص4 (انّ معايش الخلق خمسة الامارة، و التجارة، الاجارة، و الصدقات...)
34. مامنع فقير الا متّع به غنى علامه محمد تقى جعفرى شرح نهج البلاغه، ج10، ص 26
35. الحيات، ج4، ص 319
36. الحيات، ج4، ص 33
37. الحيات، ج4، ص 32
38. 39. 40. الحيات، ج4، ص 286
41. علامه تقى جعفرى، شرح نهج البلاغه، ج9، ص 25
42. نگاهى به فقر زدائى از دیدگاه اسلام ص 34
43. الحيات، ج4، ص 309
44. نهج البلاغه مكتوب 53
45. شناخت كشور هائى اسلامى ص36
46. فانظروا كيف كانوا حيث كانت الأملاء مجتمعة و الأهواء مؤتلفة و القلوب معتدلة.. ا لم يكونوا اربابا فى اقطار الأرضين و ملوكا على رقاب العلمين؟ نهج البلاغة خطبة 192
47. (... من الاجتناب الفرقة و اللزوم الألفة و التخاص عليها و التواصى بها و الجتنبوا كلّ امر كسر فقرتهم ...)
- وهى مدرك
48. (... فاقتلوه و لو كان تحت عما متى هذه ...) نهج البلاغة خطبة127
49. طبرى ج2 ص449، خلافت و ملوكيت، ابو العلاء مودودى ص104
50. نهج البلاغه خطبه 146
51. التبشير و الاستعمار فى البلاد العربيه ص40
52. شناخت قرآن، سيد على كمالى ص18
53. ابراهيم 1
54. (... فاستشفوه من عدوائكم و استعينوا به على الآؤئكم فانّ فيه شفاء من اكبر الداء و هو الكفر و النفاق الغيّ و الضلال...) نهج البلاغة خطبة174
55. نهج البلاغه خطبه 174
56. (... فانّ هذا الدين كان اسيرا فى ايدى الاشرار يعمل فيه بالهواء و تطلب به الدنيا...) نهج البلاغة خطبة 122
57. (... و ما أحدثت بدعة الا ترك بها السنّة ...) علامة تقى جعفرى نهج البلاغة ج24، ص166
58. الكتّانى التراتيب الادارية- ص272. نگرشى به تصوّف محمد باقر لائينى
59. (... و لكن آسى ان يلى امر هذه الأمة سفهاء ها و فجّارها فيتخذوا مال الله دولا و عباده خولا و الصالحين حربا و الفاسقين حزبا فانّ منهم الذى قد شرب فيكم الحرام...) نهج البلاغة مكتوب62
60. (... و كان اهل ذلك الزمان ذئابا و سلاطين سباعا و اوساب اكلا و فقراء امواتا...) خطبه108
61. (... و لاتطيعوا الادعاء الذين شربتم يصفوكم كدرهم و خلطتم بصحتكم مرضهم و ادخلتم فى حقكم باطلهم و هم اساس الفسوق و احلاس العقوق اتخذهم ابليس مطايا ضلال...) خطبة192

62. (--- فما يدرك بكم ثار و لا يبلغ مران دعوتكم الى نصر اخوانكم فجررتهم جرجرة الجمل الأسرّ و تفاقلتهم---)

علامه تقى جعفرى شرح نهج البلاغة ج9، ص210

63. قرآن مجيد رعد 11